شرح الاصول الثلاثہ

ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ)

درس نمبر۔7

اِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلَهَ اِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ :
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً ۔
أَمَّا بَعْدُ:

"اصول الثلاثہ و ادلتھا" تین بنیادی اصول اور ان کی دلیل، شیخ محمد بن عبد الوہاب: کا ایک مختصر سا رسالہ ہے اور اس کا درس جاری ہے۔ پچھلے درس میں رکے تھے الاستعانہ پر۔ الاستعانہ، استعانہ کہتے ہیں مدد طلب کرنے کو "طلب العون" اور عربی لغت میں جب بھی کسی فعل کے ساتھ "الف، س، ت" لگ جائے اس کا مطلب ہوتا ہے طلب کرنا۔ استعانہ، استعاذۃ، استغاثہ، استر قاء ، یہ "الف، س، ت" اگر لگ جائیں فعل کے ساتھ عربی زبان میں تو اس کا مطلب ہوتا ہے طلب کرنا۔ جس فعل کے ساتھ "الف، س، ت" لگ جائے یعنی اس فعل کا طلب کرنا۔

استعانہ یعنی ''طلب العون''۔ عون کہتے ہیں مدد کو۔ استعانہ عبادت ہے، مدد طلب کرنا عبادت ہے اور اس کی دلیل ''قولہ تعالی'' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ/5)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ شیخ صاحب فرماتے ہیں، یہ دلیل ہے کہ مدد واستعانت عبادت ہے اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے اور اس کی دلیل شیخ صاحب نے یہ آیت بیان کی۔ سورۃ الفاتحہ وہ عظیم سورۃ ہے جس سے مسلمانوں کے چھوٹے بچے بھی واقف ہیں اور ہر نماز میں نمازی صرف فرض نماز میں 17 مرتبہ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرتا ہے اور سورۃ الفاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ یہ بھی حکمت ہے کہ سورۃ الفاتحہ رکن ہے نماز کا کیوں کہ اس میں جو پیغام ہے عظیم پیغام ہے، پورے قرآن مجید کا علم اس ایک سورۃ میں ہے سورۃ الفاتحہ میں، پورے قرآن مجید کا علم سورۃ الفاتحہ میں ہے بلکہ مفسرین یہ بھی بیان کرتے ہیں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں کہ تورات، زبور اور انجیل کا علم قرآن مجید میں ہے اور پورے قرآن مجید کا علم سورۃ الفاتحہ میں ہے اور پوری سورۃ الفاتحہ کا علم اور جو خلاصہ ہے وہ اس آیت میں ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ جس نے اس ایک آیت کو سمجھ لیا اس نے پورے قرآن مجید کو سمجھ لیا، جس نے اس آیت کو نہیں سمجھا اس نے قرآن مجید کو نہ کبھی سمجھا اور نہ کبھی سمجھ سکتا ہے چاہے اس کے جتنے بھی مختلف لقب اور نام ہوں، چاہے وہ شیخ الاسلام بن کر بیٹھا ہو، چاہے وہ عالم اور فاضل بن کر بیٹھا ہو، چاہے اس کے پاس کتنی ان گنت ڈگریاں ہوں لیکن

اس نے اس آیت کو نہیں سمجھا ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ تو اس کے اس علم کا کوئی فائدہ نہیں جس کے پیچھے اس نے ساری زندگی گنوادی۔ آخر وجہ کیا ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں ایک ہی آیت ہے لیکن اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے عظیم پیغام رکھے ہیں، ایسے ہیرے اس کے اندر ہیں کہ سمجھ دار ہی سمجھ سکتا ہے، عقل والے ہی، عقل سلیم اور قلب سلیم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ جس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی ہے، جس کے دل میں ایمان کا نور موجود ہے تو وہ اس آیت کو سمجھ سکتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کو اگر ہم شروع سے پڑھیں ذرا، ذرا غور کرنا الفاظ پر، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ/1-4)

جب اس آیت کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے وہ جو ایک خاص الفاظ تھے جو ایک سباق اور لحاق کے جو ایک خاص الفاظ اور آپ کو ایک رنہ آتی ہے آخر میں، ہر لفظ کے اور ہر آیت کے آخر میں اور شروع میں وہ یہاں پر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صیغے کو ہی تبدیل کر دیا یعنی ہونا یہ چاہیے تھا" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ نَعْبُدُكَ وَ نَسْتَعِيْنُكَ " سیاق کے لحاظ سے یہ ہونا چاہیے تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سیاق کو توڑا اور اس سیاق کو توڑنے کی وجہ ہے:

1۔سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ توجہ فرمائیے،اے پڑھنے والے سورۃ الفاتحہ پڑھ تو رہے ہو یہاں پر ضمیر تبدیل ہو گیا ہے اور جو چیز بعد میں بیان ہونے والی تھی وہ پہلے بیان کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے اور صیغے کو ہی تبدیل کر دیا۔تو سب سے پہلا فائدہ ہے صیغے کو تبدیل کرنے کا ''توجہ'' کہ پڑھنے والا جب سورۃ الفاتحہ پڑھ رہا ہے جب سیاق ٹوٹے گا تو پتہ چلے گا کہ یہاں پر تبدیلی آئی ہے تو وہ غور کرے گا الفاظ پر۔

2۔ اس آیت کریمہ میں ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ عربی زبان میں چند ایسے صیغے ہیں اور جملے ہیں جو حصر کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ حصر کا مطلب ہے صرف اور صرف۔یعنی اب مثال کے طور پر لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کلمہ توحید میں توحید کہاں ہے ؟اگر کوئی شخص سوال کرے لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مطلب ہے کلمہ توحید۔کلمہ طیبہ، کلمہ توحید ہے،اس میں توحید کا لفظ کہاں ہے ؟ کوئی بتا سکتا ہے ؟توحید کا لفظ واحد سے لیا گیا ہے اور لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں واحد کا لفظ ہے ؟ نہیں ہے۔تو کہاں سے ہم نے لیا کہ یہ کلمہ توحید ہے ؟اس کے معنی سے سیاق اور سباق سے۔ معنی کیا ہے ؟ عربی لغت میں جو عربی لغت کو تھوڑا سا بھی جانتا ہے، جو عربی زبان کو تھوڑا سا بھی جانتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس صیغے کا مطلب یہ ہے ''صرف اور صرف'' یعنی ایک جسے توحید کہتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں صیغ الحصر یا التخصیص بھی کہتے ہیں۔ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ''لا ''نفی ہے ''إِلَّا '' استثناء ہے۔ عربی زبان میں عربی گرامر میں اگر نفی کے بعد استثناء آجائے تو اس کا مطلب ہے ''صرف اور صرف، واحد''۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنی کوئی بھی معبود عبادت کے لائق نہیں اگر کوئی عبادت کے لائق ذات ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ

کی ذات ہے یعنی ایک اللہ ہی عبادت کے لائق ہے، ایک۔ ایک کا لفظ کہاں سے آیا؟ اس کے مفہوم سے آیا۔ یہ کلمہ توحید ہی ہے اور عربی زبان اس کی دلیل ہے۔

اسی طریقے سے ابو جہل اور ابو لہب نے کیا سمجھا تھا لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو؟

﴿ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾ (ص/5)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ابو جہل اور ابو لہب نے کلمہ کو سمجھا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ:

(کیا محمد ﷺ سارے معبودوں کو ختم کر کے ایک معبود کی ہمیں دعوت دیتے ہیں کہ ایک معبود کی عبادت کرو، یہ تو بڑی عجیب بات ہے)

یہ ہماری عقل میں بات آنے والی نہیں، یہ لات عزیٰ، منات، ود، سواع، یغوث، نسر، یعوق، ہبل، یہ کہاں جائیں گے سارے؟ ان کی عبادت کون کرے گا؟ نہیں، یہ بات نا انصافی کی بات ہے اگر عبادت کرنی بھی ہے تو ہم اللہ کی عبادت بھی کریں گے تو ان کی بھی کریں گے، ایک معبود نہیں ہو سکتا۔ نبی رحمت ﷺ نے ایک ہی بات، ایک ہی لفظ ان سے مانگا، ایک ہی جملہ "قُولُوا ، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تُفْلِحُوا" ایک ہی جملہ کہہ دو ۔ اس کو لفظ کا لفظ استعمال کیا جملے کو عربی زبان میں، جملے کو بھی لفظ کہا جاتا ہے "لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ایک لفظ نہیں جملہ ہے پورا sentence ہے لیکن اس کو لفظ کہا "قُولُوا ، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تُفْلِحُوا" لیکن ان لوگوں نے انکار کیا۔ انکار کیوں کیا؟ سورۃ ص میں اس انکار کی وجہ بیان کی گئی ہے ﴿ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾ کیا سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی معبود کی عبادت کریں یہ عجیب بات

ہے، یہ ہم نہیں مان سکتے۔تو لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کوابو جہل اور ابو لہب نے سمجھا تھا۔ کہاں سے سمجھا؟ عربی لغت سے سمجھا تھا۔کیوں کہ ان کے لیے جیسے آج ہمیں محنت کرنی پڑ رہی ہے کہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کا مفہوم کیا ہے ؟توحید کسے کہتے ہیں ؟شرک کسے کہتے ہیں ؟توحید کی اچھائیاں کیا ہیں یا شرک کی برائیاں کیا ہیں ؟ یہ وہ لوگ سمجھ چکے تھے،ان کو اتنی تقریر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وہ لوگ سمجھ چکے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی معبود ہے،ایک کی عبادت کرو، یہ کام ہم سے نہیں ہوتا، ہم تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کریں گے اور ان معبودوں کی عبادت بھی کریں گے اگر نہیں تو پھر ہماری جنگ ہے اور اسی وجہ سے نبی رحمت ﷺ نے ان کے خلاف جنگ کی ،ان کا خون بھی حلال ہوا،ان کا مال بھی حلال ہوا۔ارے اللہ تعالیٰ کو معبود تو مانتے تھے وہ۔ابو جہل جب قسم کھاتا تو کس کی قسم کھاتا؟ واللہ،ابو لہب واللہ کہتا تھا تو وہ مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے وہ خالق بھی ہے، رازق بھی ہے ،مالک بھی ہے، نہیں مانتے تھے کہ واحد معبود ہے۔معبود ہے لیکن واحد نہیں ہے تو صرف عربی زبان سے ہی ان کو پتہ چل گیا کہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کا مقصد یہ ہے۔

تو لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ صیغ الحصر ہے۔اچھا، یہاں پر آتے ہیں ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ہونا چاہیے تھا "نَعْبُدُكَ وَ نَسْتَعِينُكَ" جو مفعول تھا نعبد کا جو کاف ہے یہ مفعول بہ ہے اگر اس کو پہلے لایا جائے فعل سے تو ہم کہیں گے ﴿إِيَّاكَ﴾ کہیں گے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ہونا چاہیے تھا "نَعْبُدُكَ" لیکن یہاں پر ﴿إِيَّاكَ

﴿نَعْبُدُ﴾ مفعول کو آگے کر لیا۔ عربی گرامر میں جیسے نفی کے بعد استثناء آجائے تو حصر ہوتا ہے، عربی زبان میں جس کی جگہ پیچھے ہو وہ آگے کر دی جائے تو اس کا مطلب بھی حصر ہوتا ہے۔ تو حصر کی دو چیزیں ہیں، ایک تو نفی کے بعد استثناء آنا "لا " کے بعد "إِلَّا " آنا اور جو مفعول بہ ہے اس کی جگہ ہوتی ہے فعل، فاعل کے بعد آگے نہیں ہوتی یا اگر مفعول کو پہلے لایا جائے ﴿اِيَّاكَ﴾ اس کا مطلب ہے صرف اور صرف، ترجمہ ہو گا صرف اور صرف۔ اور تیسرا صیغہ میں نے بیان کیا تھا "انما"۔ "انما" بھی صیغ الحصر میں سے ہے اس لیے دیکھیں جب بھی بڑے بڑے عقیدے کے مسائل ہیں، علم غیب کا مسئلہ انما الغیب عند اللہ ﴿إِنَّمَا﴾ کا لفظ استعمال ہوا ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل/65) نفی، استثناء، حصر۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جان نہیں سکتا غیب۔ بشریت کی بات آئی ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکھف/110) ﴿اِنَّمَآ﴾ کا لفظ استعمال ہوا کہ صرف اور صرف میں بشر ہوں تمہاری طرح، میں نور نہیں ہوں، نوری مخلوق نہیں ہوں، یہ صیغ الحصر ہے۔

عربی زبان میں ابو جہل بھی سمجھ چکا تھا ابو لہب بھی سمجھ چکا تھا۔ کہاں سے سمجھا؟ عربی لغت سے سمجھا۔ اور آج کے دور میں بڑی بڑی پگڑیاں ہیں، لمبی لمبی داڑھیاں ہیں، شلوار ٹخنے کے اوپر ہے اور علم کے مدعی ہیں لیکن یہ بنیادی علم عربی زبان کا عربی گرامر کا ان کو نہیں ہے، ان کو پتہ نہیں ہے کہ ﴿اِنَّمَآ﴾ حصر کے لیے ہوتا ہے، قرآن پڑھتے بھی ہیں

واللہ مجھے تعجب ہوتا ہے، قرآن مجید پڑھتے ہیں ﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ﴾ (الکھف/110) اور ہر جمعہ میں سورۃ الکھف پڑھی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور ہیں۔ سبحان اللہ ! یہ کہاں کی فقہ ہے؟ یہ کہاں کی سمجھ ہے؟ یہ کہاں کا علم ہے؟ ابھی تو قرآن مجید میں آپ نے پڑھا ہے ﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴾ تین دفعہ تاکید کی گئی ﴿ اِنَّمَآ ﴾ سے ﴿ اَنَا ﴾ سے ﴿ مِّثْلُكُمْ ﴾ سے کہ آپ کی عقل کہیں دور نہ جائے، میں وہی ہوں بشر ہوں، آپ کی طرح بشر ہوں ﴿ يُوْحٰٓى اِلَيَّ ﴾ فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور تم پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ بشر، بشریت کے تقاضے برابر ہیں ہمارے، کیوں کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور تم لوگوں پر وحی نازل نہیں ہوتی تو یہ فرق ہے لیکن پھر بھی لوگ نہیں سمجھتے۔ سمجھ کیوں نہیں آتی؟ کیوں کہ اصل جو سمجھ کی جگہ ہے وہ دل ہے، جب دل میں ایک بگاڑ موجود ہے، دل میں شرک، بدعات اور خرافات بھری ہوئی ہیں تو واللہ، یہ نور بھی نظر نہیں آتا۔ آپ اندھے کو سورج کے سامنے بٹھادیں اس بے چارے کو کیا نظر آئے گا؟ کچھ نظر نہیں آئے گا، اس کی گرمی تو محسوس کر سکتا ہے وہ لیکن اس کی روشنی میں چل نہیں سکتا وہ۔ تو جن لوگوں کے دل مر جائیں تو ان کی ہلاکت ہے واللہ۔ جن لوگوں کے دل پہلے مر جاتے ہیں اور بعد میں روح نکلتی ہے تو ان کی ہلاکت ہی ہلاکت ہے کیوں کہ دل وہ گوشت کا ٹکڑا ہے اگر اچھا ہو جائے "إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ" تو

سارے کا سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر اس میں فساد ہو جائے تو سارے کے سارے جسم میں اس فساد کا اثر نظر آتا ہے۔

تو ﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ! ہم صرف اور صرف تیری ہی عبادت کریں گے ﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ﴾ اور صرف اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگیں گے ﴿وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ صرف اور صرف۔

3۔ اور تیسرا افائدہ جو ہے اس آیت کریمہ میں کہ صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب اس آیت کا ذکر ہوا کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان میں عہد ہے، وعدہ ہے۔ اور یہ مسلمان دن میں سترہ مرتبہ ہر فرض نماز میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے۔ کیا وعدہ کرتا ہے؟ ﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ کہ اللہ تعالیٰ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ میں یہ بھی دعدہ کرتا ہوں کہ تیرے سوا کسی کو نہیں پکاروں کا مدد کے لیے۔ الحمد للہ، ابھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ نماز سے سلام پھیرا اور شروع ہو گیا کہ (اے علی مشکل کشا آ میری مدد کر) سبحان اللہ! ابھی تو وعدہ کیا ہے؟ وعدہ کس چیز کا کیا ہے اللہ تعالیٰ سے؟ اذکار کہاں گئے سبحان اللہ، ابھی اذکار بھی نہیں ہوئے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ، نہیں جلدی سے ہاتھ اٹھتے ہیں اور مدد مانگی جاتی ہے غیر اللہ سے۔ پکار عبادت ہے، مدد طلب کرنا بھی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر عبادت کا الگ ذکر کیا عموم سے کہ ساری کی ساری عبادات اللہ تعالیٰ کا حق ہیں اور عبادت

میں جو بنیادی عبادت ہے جس میں زیادہ غلطی کرتے ہیں لوگ وہ ہے مدد طلب کرنا، اس کا الگ سے ذکر کیا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یار عبادت ہے چلو پکار تو نہیں ہے بیچ میں، مدد مانگنا تو نہیں ہے اس کا ذکر تو نہیں ہے۔ نہیں، کیوں کہ مدد مانگنے سے ہی لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو مدد مانگنے کو بھی الگ سے ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے۔ تو عبادت اور استعانت کو الگ ذکر کرنے کا یہ فائدہ ہے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔

اب آتے ہیں مدد اور استعانت۔ یاد رکھیں کہ کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں جن پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے کوئی مخلوق ان اعمال پر قادر نہیں۔ مثال کے طور پر پیدا کرنا، رزق عطا کرنا، بگڑی بنانا، زندگی دینا، موت دینا، مشکل کشائی، حاجت روائی، شفاء دینا، یہ سارے کے سارے اعمال ان پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے، مخلوق قادر نہیں ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ڈاکٹر بھی تو شفاء دیتے ہیں۔ ہر گز نہیں، ڈاکٹر شفاء نہیں دیتے۔ ڈاکٹر سبب ہے دوائی لکھ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اگر اس دوائی میں شفاء لکھی ہے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں لکھی تو مریض ٹھیک نہیں ہوتا اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کتنے مریض آتے ہیں، ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں دوائی لیتے ہیں، ٹھیک نہیں ہوتے۔ دوسرے کے پاس جاتے ہیں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ دیکھا جائے تو دوائی ایک ہی ہے Panadol کی گولی یہاں پر Panadol ہے اور وہاں پر Bydol ہے، دوسرے نام سے موجود ہے، وہاں پر Antibiotic دوسرے نام سے ہے، وہاں پر دوسرے نام سے موجود ہے ایک ہی چیز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاء اس کے ہاتھ میں نہیں لکھی اس مریض کی شفاء اللہ تعالیٰ نے وہاں پر لکھی ہے۔ تو اصل شفاء کا مالک اللہ تعالیٰ

ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ والدین بھی تو خالق ہیں وہ بھی تو بچے پیدا کرتے ہیں۔ سبب ہیں اصل مالک نہیں، اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کتنے لوگ ہیں، کتنے والدین ہیں جو ایک بچے کے لیے ترستے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ وہ مالک نہیں ہیں لیکن سبب ضرور ہیں۔تو یہ بھی فرق سمجھنا ہے کہ سبب کیا ہوتا ہے اور اصل مالک کیا ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ شفاعت کریں گے لیکن شفاعت کے مالک نہیں، یاد رکھیں۔شفاعت کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے ﴿قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا﴾ (الزمر/44) کیوں کہ اکثر ساتھی یہاں پر غلطی کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے، ہم اس چیز کو مانتے ہیں لیکن یہ عمل تو انسان بھی کر سکتے ہیں۔ یہ غلط فہمی ہے، یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور بعض لوگ اس وسوسے کو آہستہ آہستہ سمجھتے سمجھتے اس میں ڈوب گئے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہی حق بات ہے۔

تو کچھ ایسے اعمال ہیں جن پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ایسے اعمال جن پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے، کسی اور کے لیے صرف کرنا شرک اکبر ہے، یہ قاعدہ ہے یاد رکھیں۔ کچھ ایسے اعمال ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بھی قادر ہے اور مخلوق بھی قادر ہے، ایسے اعمال اگر مخلوق سے مدد مانگی جائے ان اعمال میں تو یہ شرک نہیں ہوتا۔اس کی مثال میں ایک شخص ہے گاڑی ہے، یہ سامان رکھنا چاہتا ہے، بھاری سامان ہے اس کی طاقت نہیں ہے کہ وہ اٹھا سکے تو وہ کسی ساتھی کو کہہ کر کہہ سکتا ہے کہ میری مدد کرو اور سامان رکھ دو، تو یہاں پر مدد طلب کی۔ کس سے کی؟ کیا اللہ تعالیٰ سے کی؟ نہیں، ایک مخلوق سے، ایک انسان سے طلب کی۔ وہ اٹھا بھی سکتا ہے، آپ کے سامنے حاضر بھی ہے تو اس نے اٹھا کر رکھ دیا، اس کا مطلب ہے کہ یہ شرک نہیں ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ یہ عمل انسان بھی کر

سکتا ہے، مخلوق بھی کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے لیکن یہ عمل مخلوق بھی کر سکتی ہے۔

اس کی دوسری مثال، ایک شخص ڈوب رہا ہے۔ پانی میں گرا ہے سمندر میں ، یا دریا میں ڈوب رہا ہے، مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ تو کیا یہ جو مدد کے لیے پکار رہا ہے، ایک شخص ساحل پر کھڑا ہے اسے پکار رہا ہے کہ میری مدد کرو۔ کیا مشرک ہے یہ؟ نہیں۔ کیوں؟ کیوں کہ اس شخص کو نجات دلانے کے لیے اگر کوئی شخص جو تیراکی جانتا ہے وہ اندر پانی میں چلا جاتا ہے اور اس شخص کو نکال لیتا ہے تو یہ عمل شرک نہیں۔ کیوں؟ کیوں کہ یہ جو مخلوق ہے، یہ جو شخص ہے جس نے اس کو نکالا ہے یہ اس عمل پر قادر تھا۔ اس لیے یہ بنیادی بات ہے اس معاملے میں اور اس میں بہت ساری غلطیاں ہوئی ہیں لوگوں سے۔ ان اعمال کو الگ الگ سمجھو۔ جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے اور جن اعمال پر مخلوق پر بھی قادر ہے۔

تو اس مطلب یہ ہوا کہ مدد طلب کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، صورتیں یہ ہیں:

1۔ مدد طلب کرنا شرعی ہے، شرعی مدد طلب کرنا جو شریعت میں جائز ہے اور وہ یہ طریقہ ہے کہ بندہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر اپنے ربّ سے ہی مدد طلب کرے ہر حال میں اور یہ عین توحید ہے اور اس سے ایمان کی بلندی سامنے آتی ہے اور یہ ایمان کامل کی علامت اور نشانی ہے۔

2۔ دوسرا طریقہ ہے مدد طلب کرنے کا کہ اگر کوئی شخص غیر اللہ سے مدد طلب کرتا ہے اس کام میں جس پر وہ قادر ہو تو یہ شرعی طریقہ ہے، یہ بھی جائز ہے۔

پہلا طریقہ تھا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ہر کام میں، تمام معاملات میں جو شرعی طریقہ ہے جو جائز ہے، دوسرا ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، مخلوق سے مدد طلب کرنا ان کاموں میں جن پر مخلوق قادر ہے، یہ بھی جائز ہے۔

جو دوسری قسم ہے شرکیہ استعانت کہ مدد طلب کرنا جس میں شرک ہوتا ہے اور اس کی صورتیں ہیں:

1۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا ان کاموں میں جن پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے مخلوق قادر نہیں ہے۔ فلان مجھے رزق عطا فرما، فلان مجھے اولاد دے یا فلان ولی ہے وہ اولاد دیتا ہے ، فلان ولی ہے وہ فلان مرض کے لیے مجرب ہے۔ یہ جو عقیدہ ہے یہ شرک ہے، یہاں پر مدد طلب کی جارہی ہے ان کاموں میں جن پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حق ربوبیت کے حق ہیں۔ یہاں پر شرک ہوتا ہے تو مدد طلب کرنا ایسے کاموں میں شرک اکبر ہے، دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

2۔ شرکیہ مدد طلب کرنے کی دوسری صورت، مرُدوں سے مدد طلب کرنا۔ ایک شخص مر چکا ہے، مرُدہ ہے قبر میں دفن ہے اور دوسرا شخص بیٹھا اسے پکار رہا ہے، اس سے مدد طلب کر رہا ہے، یہ شرک اکبر ہے اور ایسا شخص بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جو شخص مر چکا ہے یہ سنتا بھی ہے اور سب کی سنتا ہے یعنی جتنے لوگ بھی اس سے مدد طلب کریں گے سب کی سنے گا وہ کیوں کہ اکیلا تو نہیں ہے مدد طلب کرنے والا۔ ایک پیر ہے اب اگر اس کے ایک ہزار بھی مرید ہیں اور ایک ہزار میں سے ایک سو کو بھی ایک وقت میں مصیبت پڑ گئی اور ایک سو نے ایک وقت میں اس پیر

گویااس ولی کو پکارا اور مدد طلب کی تو اس کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جو بزرگ ہے قبر کے اندر دفن ہے سب سے پہلے:

1۔ یہ زندہ ہے۔

2۔ دوسری بات یہ سنتا بھی ہے اور سب کی سنتا ہے جو اس کو پکار رہے ہیں۔

3۔ اور ہر زبان میں، کوئی عربی ہے، کوئی انگریز ہے، کوئی ہندی زبان بولتا ہے، کوئی کون سی زبان بولتا ہے تو وہ سب کی زبان بھی سمجھتا ہے۔

4۔ سب کی پوری بھی کر سکتا ہے۔ ورنہ اسے پکارتے کیوں۔ مصیبت میں انسان کسے پکارتا ہے ؟اس کو پکارتا ہے جس کا یقین ہو کہ یہ شخص میری مدد کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی حربہ ضرور استعمال کرے گا، میری مدد کے لیے کچھ نہ کچھ کرے گا ورنہ اسے پکارنے کی اور مدد طلب کرنے کی ضرورت کیا تھی۔

تو یہ چار عقائد جو ہیں اس مرُدے کے لیے یہ سارے کے سارے اگر انسان تھوڑا سا غور کرے، یہ کس کی صفات ہیں، جو ہمیشہ سنتا ہے، سب کی سنتا ہے، ہر زبان سنتا ہے، سب کی ایک وقت میں پوری بھی کرتا ہے ؟اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ذات ہے ؟ تو اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ شرکیہ طریقہ ہے، اس میں شرک ہے یہ مدد طلب کرنا یہ شرک ہے، یہ جائز نہیں ہے۔ شرک کہاں سے آیا؟ ان صفات سے۔ پکار، مدد طلب کرنا الگ سے عبادت ہے ،اللہ تعالیٰ کا حق ہے آپ کسی مرُدے کو دے دیں یہاں پر شرک، پھر سنتا ہے سب کی سنتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یہاں پر شرک۔ سب کی پوری کرتا ہے، یہاں پر شرک۔ ہر زبان سمجھتا ہے، یہاں پر شرک۔ تو اس طریقے سے صرف ایک قسم کی نہیں بلکہ ایک سے

زیادہ قسم کے شرک موجود ہیں جسے کہتے ہیں شرک مرکب یعنی اگر کوئی شخص مرُدے سے مدد طلب کرے تو وہ شرک مرکب میں مبتلا ہے۔

3۔اس کی تیسری صورت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی غائب سے مدد طلب کرتا ہے ایک شخص جو موجود نہیں ہے، حاضر نہیں ہے۔ غائب کہتے ہیں حاضر کے الٹ کو۔ حاضر جو موجود ہے آپ کے سامنے اور غائب جو آپ سے دور ہو۔اگر کوئی شخص جو غائب کو پکارتا ہو جو زندہ ہو، مرُدہ تو مر چکا ہے وہ بھی غائب ہے لیکن زندہ ہے لیکن غائب ہے اس زندہ غائب کو اگر پکارا جائے مدد طلب کرنے کے لیے، یہ بھی شرک ہے یاد رکھیں یہ بھی شرک اکبر ہے۔ کیوں۔ وجہ کیا ہے؟ بھئی اب ایک شخص سے اگر مدد طلب کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ سامنے ہے تو جائز ہے اگر یہ ہی مدد آپ دو کمرے چھوڑ کر کسی اور کو وہاں سے پکاریں تو یہ شرک کیوں ہو جاتا ہے؟اس لیے کہ پکارنے والے کا، مدد طلب کرنے والے کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ شخص دور ہونے کے باوجود بھی سنتا ہے سب کی سنتا ہے، ہر زبان کو سمجھتا ہے، سب کی پوری کرتا ہے ایک وقت میں پوری کرتا ہے۔ وہی عقیدہ جو اس کے لیے تھا جو پچھلی صورت کہ جو شخص مر چکا ہے اور جو شخص زندہ اور غائب ہے دور ہے، دونوں یکساں ہیں اس صورت میں۔

4۔اور چوتھی صورت ہے، اگر کوئی شخص حاضر ہے، زندہ بھی ہے، حاضر بھی ہے، آپ کے سامنے بیٹھا ہے لیکن اپاہج ہے، اس کے ہاتھ اور پاؤں کام نہیں کرتے وہ مریض ہے۔ ایک شخص اسے جا کر کہتا ہے کہ میری مدد کرو، یہ پانی کا گلاس مجھے دو یا کوئی چیز اٹھا دو، اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ یاتواس کا مذاق اڑارہاہے اگراس کو علم ہے۔اس کو علم ہے کہ یہ بندہ اپاہج ہے اور ایسے پڑاہے یااس کا مذاق اڑارہاہے اور مذاق اڑانا شریعت میں جائز نہیں ہے حرام ہے، شرک نہیں ہے لیکن حرام ہے۔

2۔ یااس کا یہ عقیدہ ہے کہ اس شخص کے پاس ایسی کوئی خفیہ طاقت ہے جس سے وہ میری مدد کر سکتاہے اور یہ شرک ہے۔

تو دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ یہ چار صورتیں ہیں شرک کی اور جس سے اکثر لوگ غافل ہیں وہ یہ ہی صورتیں ہیں جو شرک کی صورتیں ہیں جن کو لوگ سمجھ نہیں سکتے اور ہمارے مخالفین ہمیشہ یہ ہی بات کرتے ہیں کہ یہ جو وہابی ہیں یہ ڈوبنے والا بے چارا شخص اگر یہ کہے کہ میری مدد کرو تو وہ کہتے ہیں کہ یہ مشرک ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ان لوگوں نے یہ بات کہاں سے لی؟ کس کتاب میں لکھی ہوئی ہے؟ کس عالم نے کہی ہے؟اور میں دعوے سے کہتاہوں کہ آپ کو اہل حدیث علماء کی کسی کتاب میں نہیں ملے گا کہ کسی ایک عالم نے یاطالب علم نے بھی یہ لکھاہو کہیں پر یااس نے زبان سے کہاہو کہ اگر کوئی ڈوبنے والا کسی شخص سے مدد طلب کرے کہ اے فلان جو ساحل پر کھڑاہو جو سامنے ہے میری مدد کر یہ شرک ہے۔ کسی نے نہیں کہا۔ہاں اگر ڈوبنے والا کہے یاغوث میری مدد کر توہم یہ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے، یہ حق ہے۔اے علی میری مدد کر، یہ شرک ہے۔ارے، کیااس کا مطلب یہ ہوا کہ جو ساحل پر کھڑا ہے وہ غوث، علی سے بہتر ہیں؟ نہیں،اس کا یہ مطلب یہ نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حاضر اور سامنے کھڑا ہے وہ زندہ ہے اور وہ آپ کی مدد کے لیے آ بھی سکتاہے لیکن غوث اور علی وفات پاچکے،اس دنیا سے ان کا تعلق ختم ہو چکا اگر آپ ان کو پکارتے ہیں تو یہاں پر عقیدے کا بگاڑ نظر آتاہے کہ آپ اس کو پکار

رہے ہیں جس کا اس دنیا سے تعلق نہیں اور آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ آکر مجھے اس مصیبت سے نجات دلائے گا اور ایسی مصیبت سے نجات دلانا اللہ تعالیٰ کا حق ہے صرف کسی اور کا حق نہیں ہے۔ یعنی ایک شخص ڈوب رہا ہے اور کوئی بھی نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اس صورت میں، دیکھیں اگر اس نے بچنا ہو گا تو بچ جائے گا اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی ذریعہ بھیج دے گا اس کے لیے اور کافی ایسے واقعات آئے ہیں لوگ ڈوبے ہیں اور نکلے ہیں، زندہ تھے لیکن اگر اس نے مرتے وقت، آخری وقت میں اس نے کسی اور کو پکار لیا، غیر اللہ کو پکارا اور اس کو اس شرک پر موت آگئی تو اس کی ہلاکت ہی ہلاکت ہے یاد رکھیں۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "وفی الحدیث" اور حدیث میں آیا ہے:

"وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ"

یہ بہت عظیم حدیث ہے، صحیح ترمذی میں نبی رحمت ﷺ ایک مرتبہ سیدنا عبد اللہ بن عباس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی عمر دس سال سے کم تھی۔ غلام کہتے ہیں دس سال سے کم عمر کے بچے کو، دس سال سے کم عمر ہو لڑکا ہو، غلام کہتے ہیں۔ اور اگر لڑکی ہو تو کیا کہتے ہیں؟ کسی کو پتہ ہے کہ دس سال سے کم عمر لڑکی کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ جاریہ، جاریہ دس سال سے کم عمر لڑکی اور غلام دس سال سے کم عمر لڑکا۔ اگر ہم اپنی زبان میں یہ باتیں کریں تو ہمیں کتنی لمبی بات کرنی پڑتی ہے۔ دس سال سے کم بچہ، دس سال سے کم بچی، عربی زبان میں جاریہ کافی ہے، غلام کافی ہے جو سمجھتا ہے عربی زبان ان کو پتہ ہے کہ غلام دس سال سے کم، ان کو یہ تشریح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں:

"يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ"

دیکھیں "يَا غُلَامُ" نبی رحمت ﷺ بچوں کے ساتھ بھی رحمت اور پیار (اے پیارے بچے) آپ تھوڑا بچوں کو یہ کہہ کر دیکھیں ذرا، بچہ کیسے مانوس ہوتا ہے اور آپ کے قریب کیسے آتا ہے۔ عام طور پر بچوں کا کام کیا ہوتا ہے؟ حکمت کی باتیں سننا؟ نہیں، بچوں کا کام ہوتا ہے کھیلنا۔ تو نبی رحمت ﷺ توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے "يَا غُلَامُ" اے بچے،، اے پیارے بیٹے، اے پیارے بچے "إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ" میں تمہیں کچھ کلمات (جملے نہیں) "أُعَلِّمُكَ" تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ چھوٹی سی باتیں ہیں۔ چھوٹا بچہ ہے ناں تو start میں ہی تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کو بڑی بڑی چیزیں نہ بتائی جائیں جو مشکل ہوں اور اس سے پہلے تمہید ضروری ہے "إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ" میں کوئی چند چیزیں، چند باتیں تھوڑی سی باتیں وہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ" یعنی حدیث تو لمبی ہے میں نے صرف جو شاہد تھا وہ یہاں پر بیان کیا ہے "إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ" (اے بچے جب بھی مدد طلب کرو تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا)۔

سبحان اللہ، سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ چھوٹے بچے ہیں اور انہوں نے یہ حدیث بعد میں آکر بیان کی اور سنائی اور ساری زندگی بچپن سے لے کر وفات تک ان کے دل میں یہ حدیث ایسے پرنٹ ہو چکی تھی جیسے پتھر پر لکیر نہیں ہوتی ہے، کبھی مٹی نہیں اور زندگی ساری اسی عقیدے میں گزار دی "إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ"۔ اس چھوٹے بچے نے سمجھ لیا کہ مدد طلب کرنا ہر اس کام میں جس پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔ اور جو دنیاوی معاملات ہیں ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ جائز ہے، بچے کو سمجھ آ گئی تھی اس لیے نبی رحمت ﷺ نے آگے بیان

نہیں کیا۔ تشریح میں نے ابھی بیان کی ہے آدھا گھنٹہ لگا دیا، نبی رحمت ﷺ نے یہ اس بچے کو بیان نہیں کیا۔ کیوں؟ کیوں کہ بچہ سمجھ چکا تھا۔ جو آج بڑے بڑے علماء نہیں سمجھ سکتے دس سال سے کم بچے نے سمجھ لیا تھا کہ مدد طلب کرنا عبادت ہے اور یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا عین توحید ہے، کسی اور سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔

اس پوری حدیث پر ان شاء اللہ ایک الگ سے مجلس ہونی چاہیے اور الگ سے درس ہونا چاہیے، بہت سارے عظیم فائدے ہیں کہ بچوں سے کیسے تبلیغ کی جاتی ہے اور بچوں کی تربیت کیسے کی جاتی ہے، الفاظ کا انتخاب کیسے کیا جاتا ہے، گفتگو کیسے کی جاتی ہے۔ سب سے اہم چیز پہلے بیان کی جاتی ہے اور جو کم اہم ہے بعد میں، جو کم اہم ہے بعد میں۔ آج ہم اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں لیکن کیسے کرتے ہیں۔ ہمیں ترتیب نہیں آتی، بس بچے کے ذہن میں ٹھونس دو ادھر کی بات بھی ادھر کی بات بھی سب کچھ بچے کے ذہن کو بھر دو۔ یاد رکھیں بچے کا ذہن چھوٹی عمر میں یعنی میڈیکل سائنس نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ وہ پیاسا ہوتا ہے علم کا، خالی ہوتا ہے، اس کو جس چیز سے بھرنا چاہتے ہو بھر دو اور وہ بھر جائے گا۔ اس کو توحید کے نور سے بھر دو گے تو زندگی ساری توحید ہو گی۔ اس کو شرک کی کالک اور گندگی سے بھر دو گے تو زندگی ساری شرک رہے گا اور بہت مشکل سے اس کا شرک نکلے گا بعد میں۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ یہ آسانی کر دے تو بعد میں وہ پاک ہو سکتا ہے شرک سے لیکن جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسانی نہ کرے تو زندگی ساری وہ بھٹکتا رہے گا شرک کی دلدل میں اور ڈوبتا رہے گا۔ تو یہ عمر بہت ضروری ہے، اس عمر میں چھوٹے بچے

کی اہمیت، اس بچے کو کس طریقے سے ہم اپنے قریب کریں اور کیسے دعوت دیں، یہ ایک خاص علم ہے۔

امام مالک: کی طرف ایک شخص گیا اور کہا کہ میرا ایک بچہ ہے میں اس کی تربیت کیسے کروں ۔امام مالک نے پوچھا کہ اس کی عمر کتنی ہو گئی ہے ؟اس نے کہا ایک مہینہ۔انہوں نے کہا کہ آپ نے دیر کر دی۔

ایک مہینے میں دیر کر دی، اب پوچھنے آئے ہیں ؟ارے ایک مہینے کا بچہ کیا سمجھ سکتا ہے ؟ بھئی ہماری عقل مانتی ہے کہ ایک مہینے کا بچہ کچھ سمجھ سکتا ہے ؟ایک مہینے کا بچہ وہ چیز سمجھ سکتا ہے جو آج ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کیسے ؟آپ ذرا غور کریں بچے پر اپنی ماں کو دیکھ کر اس کی شکل کیسی ہو جاتی ہے، اپنی ماں کو پہچانتا ہے وہ۔جب ماں اپنا سینہ قریب کرتی ہے تو اس کی مسکراہٹ اس کی خوشی دیکھیں، اس کی پوری دنیا اسے مل گئی ہے۔اس وقت بچے کو صرف دودھ کی ضرورت ہوتی ہے بس۔اس کی زندگی ساری کس میں ہے ؟دودھ میں ہے بس۔ جوں ہی ماں اس کے قریب کرتی ہے اس بچے کی ذرا خوشی دیکھیں۔اس نے رو رو کر جو دنیا کو الٹا کیا ہوا تھا ناں اسی وقت خاموش ہو جاتا ہے اور اس عمر میں آپ جتنی بچے سے محبت اور پیار کریں گے، قرآن مجید کی تلاوت ماں کرتی رہے گی، گھر میں قرآن کا ماحول ہو گا اس بچے کو ذرا دیکھنا کہ جوں ہی وہ بچہ بولنا شروع کر گا تو سب سے پہلے منہ سے لفظ کیا نکالتا ہے۔ ہم اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں اور بچے کے منہ سے لفظ نکلتا ہے a,b,c۔کیوں ؟کیوں کہ اس کی بنیاد ہی a,b,c ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بچہ بے چارا دو چار مہینے کا ہے کیا بے چارا سمجھتا ہے۔اپنے گھروں میں انگلش باتیں، اپنے گھروں میں جو ماحول ہم بچے کو دیتے ہیں اسی ماحول میں بچہ بڑا ہو رہا ہوتا ہے، واللہ ہمیں اس چیز کا اندازہ نہیں کہ وہ بچہ کس طریقے

سے اپنی پیاس بجھا رہا ہے اور علم حاصل کر رہا ہے۔ایک مہینے کا بچہ ہے اور دیر ہو گئی ؟انہوں نے کہا کہ دیر ہو گئی میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ ہمارے بچوں کا کیا حال ہو گا؟ دس دس سال گزر جاتے ہیں سورۃ الفاتحہ نہیں آتی مشکل سے سورۃ الفاتحہ پڑھتے ہیں۔اب ہمارا حال دیکھیں اور سلف صالحین کا حال دیکھیں۔ دیکھیں جس بچے کی تربیت یعنی امام مالک اپنے بچوں کی تربیت کب کرتے تھے ؟ جب ایک مہینے سے کم عمر ہوتی تھی اور ایسی تربیت کی امام مالک : نے کہ ان کی بیٹی جب وہ حدیث کے لیے بیٹھتے اور عمر رسیدہ ہو گئے تو ان کی بیٹی دروازے کے پیچھے بیٹھ جاتی۔خود بیٹھتے حدیث کے لیے، پیچھے دروازہ ہے اور دروازے کے پیچھے بیٹی بیٹھ جاتی،ان کے شاگرد حدیث آ کر سناتے اگر کہیں غلطی ہوتی تو دروازے پر دستک دیتی بیٹی۔بیٹی حافظ تھی موطا کی۔اور ہمارے گھر میں ہمارے بچے کس چیز کے حافظ ہیں؟

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ، درس کی طرف واپس لوٹتے ہیں ، کبھی میں باہر نکل جاتا ہوں معذرت۔جو باتیں کبھی اہم ہوتی ہیں،بچوں کی تربیت میں ہم بہت غلطیاں کرتے ہیں اور ان شاءاللہ تربیت پر کہ بچوں کی تربیت کیسے کرنی ہے اس پر ان شاءاللہ ایک خاص نشست رکھیں گے۔تو شیخ صاحب فرماتے ہیں:

”ودلیل الاستعاذۃ“ استعاذۃ الف، س، ت لگ گئی ہے فعل کے ساتھ اس کا مطلب ہے طلب کرنا۔اور کیا طلب کرنا؟اعوذ،اعوذ کہتے ہیں پناہ کو،پناہ مانگنا۔استعاذہ یعنی پناہ مانگنا اور اسی سے لفظ تعویذ آیا ہے۔ تعویذ کہاں سے آیا ہے جانتے ہیں آپ ؟اعوذُ سے ، استعاذۃ سے۔ تعویذ میں کیا ہوتا ہے ؟ دھاگہ یا چھٹی پر کوئی چیز لکھ لیں، کوئی نمبر لکھ لیں اور یہ نمبر آپ کو پناہ دیں گے ، آپ کی حفاظت کریں گے مصیبت سے ۔ یہ ہی ہوتا ہے کہ نہیں؟ تو یہ لفظ تعویذ کا بھی استعاذہ سے اور اعوذ سے لیا گیا ہے۔اور معوذتین، دو سورتیں

جو پناہ دیتی ہیں یا جن سے پناہ طلب کی جاتی ہے، اس کا نام ہے معوذتین۔ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (الفلق/1) اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (الناس/1) ان کا نام ہے معوذتین، یاد رکھیں۔

استعاذۃ عبادت ہے۔ ابھی یہ ساری جتنی ہم باتیں بیان کر رہے ہیں یہ ساری عبادت کی قسمیں اور دلیل ہیں کیوں کہ شیخ صاحب نے، پہلے میں نے بیان کیا تھا کہ شیخ صاحب جو بھی بات بیان کرتے ہیں دلیل ساتھ بیان کرتے ہیں۔ استعانہ عبادت ہے اس کی دلیل بیان کر چکے ہیں، ایک قرآن مجید کی آیت سورۃ الفاتحہ کی اور صحیح ترمذی کی حدیث۔ اور استعاذۃ کی دلیل کیا ہے؟ کہ استعاذۃ، پناہ طلب کرنا عبادت ہے، اس کی دلیل۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں "قولہ تعالی" ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ ہو سکتی ہے۔ تو دونوں سورتیں یہ دلیل ہیں کہ استعاذۃ عبادت ہے۔ استعاذۃ یاد رکھیں تین چیزیں ہوتی ہیں استعاذۃ میں:

1۔ ایک وہ ذات جو طاقت ور ہے، جو قوی ہے، جو عزیز ہے، جو حکیم ہے جس سے استعاذۃ مانگا جارہا ہے، جس کی پناہ مانگی جارہی ہے۔

2۔ اور دوسری کمزور، ضعیف، محتاج ذات ہے جو پناہ مانگ رہی ہے۔

3۔ اور تیسری چیز ہوتی ہے وہ مصیبت جو اس کمزور سے زیادہ ہو، جو اس محتاج مخلوق سے زیادہ ہو جو اس سے بچنے کے لیے کسی اور طاقت کا سہارا لینا چاہتا ہے۔

تو تین چیزیں ہوئیں، وہ ذات جو طاقت ور ہے جس سے ہم استعاذۃ مانگتے ہیں، طلب کرتے ہیں حفاظت محفوظ ہونے کے لیے اس ذات کی طرف ہمارا رجوع ہوتا ہے اور ہم پناہ مانگتے ہیں اور مسکین، کمزور، محتاج ذات، یہ مخلوق یہ انسان، یہ ہے طلب کرنے والا اور شیطان یا مصیبتیں وہ چیزیں ہیں جن سے انسان بچنا چاہتا ہے اور محفوظ ہونا چاہتا ہے۔استعاذۃ جیسے میں نے بیان کیا کہ استعانہ کی طرح مدد طلب کرنے کا طریقہ ہے یہ بھی مدد طلب کرنے کا ایک طریقہ ہے، اصل میں یہ بھی مدد ہے اور استغاثہ بھی آگے آئے گا یہ بھی مدد کا طریقہ ہے لیکن ان میں تھوڑا سا فرق ہے۔

مدد طلب کرنا ہر حال میں اچھے حال میں یا بُرے حال میں، انسان اپنے ربّ کی طرف رجوع کرے، مدد طلب کرتا ہے۔استعاذہ مدد طلب کرنے کی ایک خاص صورت ہے جس میں پناہ ضروری ہے اور پناہ ہوتی ہے حفاظت کے لیے اور حفاظت ہوتی ہے مصیبت سے۔ مصیبت منتظر ہے، سر پر ہے، اس سے بچنے کے لیے آپ اس طاقت ور ذات، اس عزیز اور حکیم ذات کی طرف رجوع ہوتے ہیں تا کہ آپ کو وہ پناہ دے دے۔اس کی صورتیں بھی وہی ہیں جیسے میں نے پہلے بیان کیا دعا میں، پکار میں اور مدد طلب کرنے میں جائز بھی ہے جو شرعی ہے کہ:

1۔اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے ہر حال میں۔

2۔مخلوق سے مدد طلب اور استعاذہ طلب کیا جائے ان کاموں میں جس پر مخلوق قادر ہو۔ آپ کے پاس کوئی ساتھی آتا ہے، کوئی شخص اس سے لڑنا چاہتا ہے وہ آپ کو کہتا ہے کہ مجھے پناہ دے دو۔آپ اس کو روک دیتے ہیں کہ بھئی نہ لڑو اس سے یا ان کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔تو پناہ کا یہ طریقہ جو اس نے مانگا ہے یہ شرک ہے کیا؟ یہ شرک نہیں ہے کیوں کہ

زندہ ہے، آپ کے سامنے ہے اور اس پر قادر بھی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں جب بچہ لڑتا ہے کسی بچے کے ساتھ پھر کس کی پناہ میں جاتا ہے؟ اپنے باپ کی پناہ میں آتا ہے چھپ جاتا ہے پیچھے۔ تو اس کا باپ جو اس وقت اسے پناہ دے رہا ہوتا ہے اور بچہ اس وقت جب پناہ طلب کرتا ہے یہ شرک نہیں ہے یاد رکھیں۔ کیوں؟ کیوں کہ یہ مخلوق اس کام پر قادر ہے اس کے ہاتھ میں ہے وہ کر سکتا ہے اور جو شرک کی صورتیں ہیں چار وہی ہیں۔ مردے سے طلب کرنا، غائب سے طلب کرنا۔ یا حاضر ہے اس پر قادر نہیں ہے، اس کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے پاس کوئی خفیہ طاقت ہے، اس طریقے سے اس سے مدد طلب کرنا، یہ شرکیہ طریقے ہیں۔ اور شیخ صاحب یہاں پر جو بیان کر رہے ہیں کہ استعاذۃ وہ جو عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو دینا چاہیے۔ جو استعاذۃ مخلوق سے ہم طلب کرتے ہیں وہ شرک نہیں ہے وہ عبادت نہیں ہے۔ تو عبادت وہ ہے جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ عبادت ہے، جس پر مخلوق قادر نہیں یاد رکھیں۔

پھر استغاثہ، شیخ صاحب فرماتے ہیں "ودلیل الاستغاثة " استغاثہ، غوث کہتے ہیں مصیبت میں پناہ دینے والے کو یا مصیبت میں مدد دینے والے کو غوث کہتے ہیں۔ استغاثہ، مصیبت میں کسی سے مدد مانگنا اور استغاثہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، عبادت ہے۔ اس کی دلیل، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ (الانفال/9)

(جب تم نے اپنے ربّ سے استغاثہ کیا اور مدد طلب کی مصیبت میں ﴿ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری استجابت کی اور تمہاری مدد فرمائی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ استغاثہ جیسا کہ استعاذۃ اور استعانہ، مدد طلب کرنا اور پناہ طلب کرنا ۔استغاثہ کی بھی مختلف صورتیں ہیں جن پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے، مخلوق قادر نہیں۔ وہ عبادت ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور کسی کے لیے صرف کرنا، کسی کو غوث کہنا، یہ شرک ہے یاد رکھیں، یہ جائز نہیں کسی بھی صورت میں لیکن جو شخص ڈوب رہا ہوتا ہے اس وقت وہ ڈوب رہا ہوتا ہے یاد رکھیں، مدد طلب کرتا ہے لیکن وہ استغاثہ ہوتا ہے کیوں کہ ہر طرف موت ہے وہ ڈوب رہا ہے، اس وقت وہ استغاثہ کرتا ہے اور استغاثہ اگر زندہ سے کرے جو اس کے سامنے ہے تو جائز ہے اس کے لیے لیکن استغاثہ، اگر کہے کہ غوث میری مدد کر اور تعجب کی بات دیکھیں کہ غوث کا لفظ جو ہے وہ اسی استغاثہ سے لیا گیا ہے یعنی ایسا مشکل کشا ہے ایسا مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے جو ہر وقت ہر مصیبت کو دور کرتا ہے، جس کے سامنے کوئی مصیبت، مصیبت نہیں ہوتی اس کو کہتے ہیں غوث اور حقیقتاً اگر غوث کوئی ذات موجود ہے تو وہ ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غوث نہیں یاد رکھیں لیکن ظالموں نے عبدالقادر جیلانی: کو غوث بنا دیا۔ تعجب کی بات یہ ہے:

1۔ عبد القادر جیلانی: نے کبھی بھی غوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، کبھی بھی۔ ان کی تالیفات موجود ہیں اور ان کی کتابیں موجود ہیں، غنیۃ الطالبین دیکھیں، کوئی بھی کتاب دیکھیں، کہیں بھی نہیں انہوں نے یا ان کے شاگردوں نے جو اس وقت زندہ تھے جو معروف شاگرد ہیں ان کے تو انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ غوث ہیں۔

2۔ ہمیشہ لکھا جاتا ہے عبد القادر جیلانی الحنبلی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے اور آج کل جو ہمارے معاشرے میں انڈیا، پاکستان اور برصغیر میں جو مسلمان موجود ہیں ان میں سے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں۔ فروع میں حنفی ہیں اور اصول میں اشعری وغیرہ ہیں۔ تو تعجب کی بات یہ ہوتی ہے کہ آپ نے غوث اس انسان کو بنادیا جو حنفی نہیں ہے جنہوں نے امام ابو حنیفہ: کی فقہ کو چھوڑ دیا اور امام احمد بن حنبل: کی فقہ کو لے لیا، جنہوں نے آپ کے ساتھ سخت مخالفت کی، جو نماز آپ کی طرح نہیں پڑھتا، جو عبادات کے مختلف طریقے آپ کی طرح نہیں کرتا۔

فقہ حنفی اور حنبلی میں آپ دیکھیں بہت فرق ہے۔ ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ وہ رفع یدین بھی کرتے تھے پھر بھی وہ غوث ہیں، آج ہم رفع یدین کرتے ہیں تو سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ انصاف نہیں ہے، اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی اور چیز ہے دل میں جس کو وہ راضی کرنا چاہتے ہیں سنتیں تو ایک ہے۔ کہنے والے تو یوں بھی کہتے ہیں کہ شیخ بن باز: بھی حنبلی ہیں مثال کے طور پر، یہ کہتے ہیں کہ یہ حنبلی ہیں، یہ مقلد ہیں۔ اگر شیخ بن باز: کو آپ حنبلی جانتے ہیں اور عبد القادر جیلانی: بھی حنبلی ہیں یہ بھی مانتے ہیں تو دونوں میں فرق کیوں رکھتے ہیں؟ اگر شیخ بن باز: رفع یدین کریں تو پھر نعوذ باللہ، یہ وہابی ہے اور اگر شیخ عبد القادر جیلانی: رفع یدین کریں تو وہ وہابی نہیں ہیں وہ غوث ہیں، یہ نا انصافی ہے یہ جہالت ہے۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ عوام الناس بے چارے اس سے غافل ہیں ان کو نہیں پتہ۔ اکثر عوام الناس کو نہیں پتہ کہ عبد القادر جیلانی: نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ غوث ہیں اور وہ حنبلی ہیں، اپنے آپ کو حنبلی کہلاتے تھے اپنی زندگی

میں اور ان کے نام کے بعد حنبلی لکھا آتا ہے۔ان کی کتابوں میں دیکھیں،ان کے نصب میں ،ان کی کتابوں میں جب ان کا ذکر ہوتا ہے تو عبد القادر الجیلانی الحنبلی لکھا آتا ہے۔

تو یہ تھا استغاثہ، یہ تینوں ملتے جلتے ہیں، دعا، استعانہ، استعاذۃ، استغاثہ۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں آگے ''ودلیل الذبح قولہ تعالی'' ذبح، قربانی کرنا، بکرا ذبح کرنا، جانور ذبح کرنا، حلال جانور ذبح کرنا عبادت ہے، قربانی عبادت ہے۔ابھی بکرا ذبح کریں تو یہ بھی عبادت ہے کیا؟ جی ہاں یہ بھی عبادت ہے۔ بھئی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ عبادات ہیں، یہ کہاں سے عبادت آگئی؟ آپ کو کس نے کہا کہ نماز عبادت ہے؟ آپ کو کس نے کہا کہ زکوٰۃ عبادت ہے؟ کہاں سے پتہ چلا؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، نبی رحمت ﷺ کے فرمان سے پتہ چلا ہمیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا کہ قربانی بھی عبادت ہے اور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ قربانی بھی عبادت ہے۔ کیا واقعی یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے؟ جی ہاں، یہ دیکھتے ہیں:

شیخ صاحب فرماتے ہیں ''ودلیل الذبح'' قربانی کی دلیل کہ عبادت ہے ''قولہ تعالی'' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ۝١٦٢ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴾ (الانعام/162-163)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ قُلْ ﴾ (اے محمد ﷺ کہہ دیجئے، اے میرے پیارے نبی ﷺ کہہ دیجئے) ﴿ اِنَّ ﴾ (بے شک) ﴿ صَلَاتِيْ ﴾ (میری نماز اور میری دعا) ﴿ صَلَاتِيْ ﴾ کا لفظ ہے دعا کہاں سے آگیا لفظ ؟ یہ کیا اپنی طرف سے لے کر آئے ہیں ؟ نہیں صلاۃ کے عربی زبان میں دو بڑے بڑے مطلب ہیں:

1۔ صلاۃ یعنی دعا لغت میں صلاۃ یعنی دعا، پکار، دعا کو بھی صلاۃ کہتے ہیں۔

2۔ جیسے درود کو صلاۃ کہتے ہیں حالانکہ درود میں دعا ہے ذکر ہے اللہ تعالیٰ کا۔

3۔ اور صلاۃ نماز کو بھی کہتے ہیں تو یہاں پر ﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ ﴾ صلاۃ کو مطلق بیان کیا ہے کوئی قید نہیں لگائی یعنی صلاۃ میں دونوں چیزیں آتی ہیں دعا بھی آتی ہے اور نماز بھی یعنی میری دعا اور میری نماز۔ ﴿ وَنُسُكِيْ ﴾ (اور میرا نسک) نسک کے بھی بڑے دو مفہوم ہیں۔ نسک عبادات کو بھی کہتے ہیں اور نسک قربانی کو بھی کہتے ہیں۔ میری ساری کی ساری عبادات اور میری قربانی۔ یہ لفظ کہاں سے آیا؟ مناسک الحج کیا ہوتے ہیں؟ حج کے اعمال، حج میں جو عبادات میں ہم کرتے ہیں۔ عرفات میں ٹھہرنا نسک ہے، کنکریاں مارنا نسک ہے، قربانی کرنا نسک ہے، سر کے بال منڈوانا نسک ہے، طواف کرنا نسک ہے، صفا مروہ کی سعی کرنا نسک ہے۔ یہ سارے کے سارے مناسک الحج ہیں ﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ ﴾ (اور میری عبادات اور میرے اعمال اور میری قربانی) ﴿ وَمَحْيَايَ ﴾ (اور میری ساری زندگی) ﴿ وَمَمَاتِيْ ﴾ (اور میری موت) میرا جینا سارے کا سارا اور میرا مرنا کس کے لیے

ہے ؟﴿لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (اللہ تعالیٰ کے لیے) اللہ تعالی کے لیے کیوں؟ کیوں کہ (وہ ربّ العالمین ہے) وہ ساری کی ساری مخلوقات کا ربّ ہے، خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، زندہ کرنے والا، موت دینے والا، مشکل کشا، حاجت روا صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اس لیے میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ میرا جینا، میرا مرنا ، میری عبادات، نماز، میری پکار، میری دعا، میری قربانی، میری ساری کی ساری عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ تو یہاں پر ﴿نُسُكِيْ﴾ کا مطلب ہے قربانی۔ اور سورۃ الکوثر:

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر/1-2)

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ "وَانْحَرْ لِرَبِّكَ" یہ واضح الفاظ ہیں۔ نماز کس کے لیے؟ ﴿لِرَبِّكَ﴾ (اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھو) ﴿وَانْحَرْ﴾ ، ﴿لِرَبِّكَ﴾ کا لفظ موجود نہیں ہے یعنی وہ ہی لفظ ایک ہی ہے، نماز بھی اپنے ربّ کے لیے قائم کرو اور قربانی بھی اپنے ربّ کے لیے دو۔ جیسے نماز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو قربانی بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور سورۃ الکوثر بچہ بچہ جانتا ہے اور اکثر نماز میں مسلمان چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں جلدی ہوتی ہے، نماز پڑھنی ہے، یہ سورتیں تقریباً دن میں انسان دہراتا رہتا ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ نماز بھی عبادت ہے، اللہ تعالیٰ صرف اور صرف تیرے لیے ہے اور قربانی بھی عبادت ہے، اللہ تعالیٰ صرف اور صرف تیرے لیے

ہے۔اس کے باوجود بھی بہت ساری لوگ غافل ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں جی قربانی آپ کسی بزرگ کے لیے، نبی کے لیے ان کے واسطے سے آپ کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ المستعان

"ومن السنة" قرآن مجید کی آیت آگئی اب حدیث دیکھیں، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا صحیح مسلم میں:

"لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ"

(اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت بھیجی ہے جس نے اللہ تعالیٰ سوا کسی اور کے لیے قربانی دی)۔

اور "مَنْ" صیغ العموم میں سے ہے، شرطیہ ہے عموم میں سے معنیٰ "الذی" یعنی جس نے بھی غیر اللہ کے لیے قربانی کی اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت بھیجی ہے۔آپ جانتے ہیں کہ لعنت کا کیا مطلب ہے؟ لعنت کا لفظ تو بڑا آسان ہو گیا ہے لوگوں کے منہ پر کہ لعنت ہو، لعنت ہو، نعوذ باللہ۔ لعنت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور دفع ہو جاؤ۔یعنی کوئی شخص کہے ناں کہ فلاں پر لعنت، نعوذ باللہ، یعنی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جا۔ اس سے بڑی بددعا کوئی ہوتی ہے؟ بھئی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی مخلوق دور ہو جائے تو وہ بے چارا کیا کر سکتا ہے۔ایک لمحہ بھی وہ رہ نہیں سکتا اس دنیا میں۔اتنی بڑی بددعا دے رہے ہو اور تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ جانے میں یا ان جانے میں یا جہالت کی وجہ سے اپنے بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ لعنت ہو، اپنے بچوں کو، جگر کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں کہ لعنت ہو، بھائی بھائی کو کہتا ہے کہ لعنت ہو مذاق میں۔ارے ایسا مذاق، اس کی دنیا اور آخرت برباد کرنا چاہتے ہو، یہ کوئی مذاق ہے؟ اپنے بچے پر اگر غصہ ہے تو تمہیں لعنت کے سوا کوئی لفظ نہیں ملا؟ میرے بھائی دعا کرو اس کے لیے اللہ یهديك۔اس ملک میں مجھے ایک چیز

بہت پسند آئی کہ بچے پر جب ناراض ہوتے ہیں تو زبان سے کیا نکلتا ہے؟ ''اللہ یھدیک اللہ یصلحک'' آپ نے سنا ہو گا بہت سارے لوگوں سے تو یہاں پر سیکھیں، اچھی باتیں سیکھیں یہاں پر۔ توحید کو سیکھیں، توحید یہاں پر عادت ہے۔ یہ اچھے الفاظ ہیں یہاں پر عادت ہے لوگوں کی، سیکھیں۔ کب آپ کو وقت ملے گا؟ ابھی مجھے پتہ چلا کہ کچھ ایسے ساتھی ہیں جو ہمارے ساتھ رہتے ہیں دروس میں آتے ہیں اب جا رہے ہیں۔ دس پندرہ سال ہو گئے ہیں ان کو اب ہمیشہ کے لیے جا رہے ہیں۔ تو وہ بے چارے اب جو علم حاصل کر چکے ہیں وہی ساتھ لے کر جائیں گے وہاں پر ۔ ماحول تبدیل ہو گیا ہے، اب وہ عادت جو توحید کی عادت تھی وہاں پر شرک کی عادت، بدعات کی عادت سامنے آ گئی ہے۔ یہ اچھے الفاظ کی عادت ختم ہو کر اب ہمارے معاشرے میں نعوذ باللہ روڈ پر سنتے ہیں ہم گالیاں ہوتی ہیں، یہاں پر بھی بُرے لوگ ہیں یہ نہیں کہتے کہ بُرے لوگ نہیں ہیں لیکن زیادہ تر جو لوگ آپ کے سامنے آتے ہیں جو منہ سے بات نکلتی ہے اپنے بچوں کے لیے خاص طور پر تو اچھے الفاظ ہوتے ہیں۔

تو لعنت یاد رکھیں کہ بہت بڑا مرض ہے جو امت میں پھیلا ہوا ہے اور یہ بہت بڑا عذاب ہے ، بہت بڑی بد دعا ہے کہ کوئی شخص دشمن تو دور کی بات ہے اپنے دشمن کو نہ کہا کریں، دشمن کے لیے بھی دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کرے اسے راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے پیاروں کے لیے انسان یہ بد دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جا۔ اور اگر یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں تو پھر کیا خیال ہے؟ مخلوق کی طرف سے ہوں تو یہ اتنی بڑی بات ہے اگر خالق کی طرف سے ہوں، ربّ ذوالجلال کی طرف سے

ہوں کہ فلان شخص پر لعنت ہو۔﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾۔اس کا پھر کون ہے ؟اگر اللہ تعالیٰ اپنے دروازے سے ہمیں دھتکار دے تو کون ہے ہمارا؟اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے اللہ کے قسم اس کی اس دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے، بربادی ہی بربادی ہے۔یہاں پر صحیح حدیث میں نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں:

"لَعَنَ اللّٰہُ" (اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کر دی، وہ ملعون ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو چکا ہے "مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ" (جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے قربانی دی)۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کی ایک یہ علامت بھی ہے کہ اسے حق نظر نہیں آتا ۔آپ کہتے ہیں کہ قربانی عبادت ہے کسی اور کے لیے صرف نہ کرو یہ شرک ہے۔کہتے ہیں یہ وہابی ہے،اس کو کیا پتہ۔یہ کب کہا؟جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا۔اور دور کب ہوا؟جب اس نے یہ شرک کیا،جب اس نے اس عمل کو سمجھا نہیں کہ یہ توحید نہیں یہ شرک ہے اور یہ سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی اور جس نے سمجھانے کی کوشش کی تو کہا کہ یہ وہابی ہے اور وہابی ان کے نزدیک سب سے بڑی گالی ہے، جیسے لعنت کا لفظ گالی ہے، بددعا ہے تو وہابی اس سے بھی بڑی گالی ہے مخالفین کے نزدیک۔

ایک اور تعجب کی بات ہے،قربانی عبادت ہے صرف عقل سلیم والے اور قلب سلیم والے انسانوں نے نہیں سمجھا ایک اور عجیب مخلوق ہے جس نے یہ سمجھا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ کون ہو سکتی ہے؟شیطان،واللہ شیطان جانتا ہے کہ قربانی عبادت ہے اور غیر اللہ پر صرف کرنا شرک ہے اور شرک اکبر ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔یہ کہاں سے بات

آئی ؟ جادو گروں سے۔ جھوٹوں سے ؟ جی ہاں جھوٹوں سے یہ بات آئی ہے اور یہ حقیقت ہے۔ یہ بات مشہور ہے اور آنکھوں سے بھی دیکھا ہے، سنا بھی بہت ہے کہ اگر کسی شخص کو جن کا آسیب ہو جائے تو جن نکلنے کے لیے کیا شرط رکھتا ہے؟ کالا مرغا ذبح کرو یا کالی بکری ذبح کرو، فلاں جانور ذبح کرو اور ذبح کرنے کے بعد مڑ کر دیکھو گے نہیں اور اکثر شرط یہ رکھتے ہیں کہ تکبیر بھی نہ پڑھو۔ اچھا، یہ جو ذبح کیا جارہا ہے جانور کس کے لیے ذبح کیا جا رہا ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ جنوں کی خوراک کیا ہے؟ کوئی جانتا ہے؟ ہڈیاں خوراک ہیں۔ تو ایک جانور ذبح کرنے سے اسے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ہڈیاں تو گندگی میں بہت پڑی ہیں جا کر کھالے گا، چاٹتا رہے گا۔ جانور ذبح کرنے کا اسے کیا فائدہ ہے؟ شرک ہے۔ وہ ایک انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہا ہے اور اپنا وعدہ اللہ تعالیٰ سے پورا کر رہا ہے کہ ایک اور انسان جنت کی لسٹ سے ختم ہو کر جہنم کی لسٹ میں شامل کر دیا۔ شیطان کی سب سے بڑی کامیابی ہے کہ کوئی انسان شرک کرے، شیطان کی کامیابی ہے۔ اور شیطان کو کامیاب کرنے والے کتنے ہیں ہمارے معاشرے میں؟ ہم گن سکتے ہیں کتنی تعداد ہے ان کی؟ صبح سے لے کر شام تک شیطان کی کامیابی میں جشن مناتے رہتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم بڑی عبادات کر کے آئے ہیں۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو فجر کی نماز پڑھتے ہیں بس اور سارا دن نماز نہیں پڑھتے، اپنے کام میں لگے ہیں۔ جو ان سے زیادہ بدتر لوگ ہیں، یہ بھی بُرے لوگ ہیں بھئی ایک نماز نہیں اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ ایک کہاں سے آگئی؟ جو ان سے زیادہ بدتر لوگ ہیں، زیادہ بدترین ہیں وہ، وہ لوگ ہیں جو صبح اٹھتے ہی قبر کا طواف کیا، قبر کو بوسہ دیا اور چلے گئے، کتنے لوگ معاشرے میں ہیں۔ دکھ کی بات یہ ہے جب میں پاکستان میں تھا تو لوگ بھی ساتھ بیٹھتے تھے اور باتیں تھیں، اکثر ٹانگے والے یہ

کرتے، کبھی ٹانگے پر سواری ہوتی تو باتیں چلتیں کہ بھئی آج صبح صبح میں گیا آج بڑا برکت والا دن ہے۔ بھئی کیوں برکت والا دن ہے ؟ آج بڑی کمائی ہوئی ہے۔ کیا ہوا ہے آج ؟ کہ صبح فلان بزرگ کے مزار پر گیا، طواف کیا، بوسہ دیا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اور دیکھیں اس کی برکت سے دیکھیں آج اتنا مالا مال کر دیا فلان کر دیا فلان نے۔ لیکن نماز پڑھنے کی توفیق نہیں۔مال آپ کمائیں جتنا کمائیں، اللہ کی قسم ،اللہ تعالیٰ مال اس کافر کو بھی دیتا ہے جو رام کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہے۔آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس ہندو کو یہ رام دیتا ہے ؟ یا اس ہندو کو یہ گائے دیتی ہے ؟ یہ تھائی لینڈ میں جو لوگ رہتے ہیں وہ ہاتھی کی عبادت کرتے ہیں کچھ لوگ۔ ان کو ہاتھی دیتا ہے ؟ اللہ کی قسم وہ جانتے ہیں کہ نہ یہ گائے کچھ دیتی ہے، نہ یہ ہاتھی کچھ دیتا ہے اور نہ ہی یہ بت کچھ دیتا ہے، جو کچھ دیتا ہے ان کا ربّ دیتا ہے وہ یہ جانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، اللہ تعالیٰ یہ دنیا سب کو دیتا ہے، جس کو پسند کرتا ہے اس کو بھی دیتا ہے اور جسے پسند نہیں کرتا ہے اس کو بھی دیتا ہے لیکن دین صرف اس کو دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ دین عطا کر دے اور توحید کا راستہ دکھا دے اس کی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہی کامیابی ہے اور جو شخص اس دین سے اور توحید سے محروم ہو گیا اللہ کی قسم جتنا وہ مال و دولت کما کرلے جائے، جتنا بھی لے جائے اس کی ہلاکت ہی ہلاکت ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین)

"ودليل النذر" اور نذر و نیاز، نذر کی دلیل۔ نذر عام طور پر ہوتا ہے منت ماننا، نذر عبادت ہے۔اس کی دلیل کیا ہے کہ نذر عبادت ہے ؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (الانسان/7)

(اپنی منت جو وہ مانتے ہیں ان کو پورا کرتے ہیں، ان کو وفا کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر مستطیر ہو اور دائمی ہو)

یہاں پر اللہ تعالیٰ مدح کر رہے ہیں ان لوگوں کی جو نذر کرتے ہیں یا نذر کو پورا کرتے ہیں، جو نذر کی وفا کرتے ہیں۔ وہ نہیں، ان کی نہیں جو نذر کرتے ہیں، دونوں میں فرق سمجھیں ۔ایک شخص ابتداء میں منت ماننا چاہتا ہے۔ اس کی سوچ ہے کہ اگر میرا بچہ امتحان میں کامیاب ہو گیا تو میں دس رکعت نفل نماز پڑھوں گا، مثال کے طور پر۔ یہ نذر ہے، یہ ابھی وہ start کر رہا ہے اگر اس نے start نہیں کیا، ابھی اس نے کہا نہیں ہے تو بہتر ہے نہ کہے کیوں کہ بنیادی طور پر نذر، منت ماننا بہت مکروہ ہے حرام نہیں ہے مکروہ ہے۔ اور مکروہ کی کیا تعریف ہے؟ جس کو چھوڑنے سے ثواب ملتا ہے اور کرنے سے ثواب میں کمی ہوتی ہے یعنی اگر آپ نے چھوڑ دیا اس عمل کو جو مکروہ ہے تو آپ کو ثواب مل گیا اور اگر آپ نے کیا تو آپ کو گناہ نہیں ہو گا۔ مکروہ پر عمل کرنے سے گناہ نہیں ہوتا یاد رکھیں لیکن چھوڑنے سے ثواب ہوتا ہے تو جو شخص منت مانتے ہیں، تکلیف بھی اٹھاتے ہیں تو ان کو فائدہ تو نہ ہوا، ہاں فائدہ اس کی وفا میں ہے۔ نذر ابتدائی طور پر منت ماننا مکروہ ہے، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنْ الْبَخِيلِ" منت سے خیر نہیں ہوتی صرف بخیل سے ہی عبادت نکلتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوء ادب ہے گستاخی ہے۔ کیسے؟ کہ ایک شخص اپنی زبان سے نہیں اپنے حالات سے یوں کہہ رہا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اگر تو نے میرے بچے کو کامیاب نہیں کیا تو میں دس رکعت نہیں

پڑھوں گا۔ ایسا ہے کہ نہیں ؟اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اگر میرے مریض کو شفاء نہ ہوئی تو میں عمرہ نہیں کروں گا یعنی اگر شفاء ہوگئی تو میں عمرہ جا کر کروں گا اگر نہ ہوئی تو میں عمرہ نہیں کروں گا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے زبان سے نہیں اپنے حالات سے ،اپنے حال سے۔ تو اس لیے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ''لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ'' خیر لے کر نہیں آتی، نذر خیر لے کر نہیں آتی ''وَ إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنْ الْبَخِيلِ'' بخیل سے ہی عبادت نکالی جاتی ہے جیسے بخیل کوئی شخص ہے تو پیسے کیسے نکالتے ہیں اس سے ؟ مشکل سے جیسے کپڑے نچوڑ نچوڑ کر ایک بوند پانی نکلتا ہے اس طریقے سے بخیل سے بھی مشکل سے کوئی روپیہ ٹکا نکلتا ہے۔ لیکن یہ شخص جو مومن ہے کیا یہ بھی بخیل ہو گیا ہے ؟ کیا یہ نوافل عبادات ، یہ عمرے صرف اس لیے اس نے رکھے ہیں تاکہ کوئی مصیبت آئے یا اسے کسی چیز کی محتاجی ہو تو اس کو پورا کرنے کے لیے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا ؟ تو اس لیے نذر ابتدائی طور پر مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص منت مان لے تو واجب ہے کہ وہ پورا کرے۔ دونوں میں فرق سمجھا ؟ ابتداء میں مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص منت مان چکا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسے پورا کرے اگر پورا نہیں کرتا تو کفارہ ہے۔ بات سمجھ آئی ؟ کیا سمجھ آئی ؟ آپس میں مکس نہ کرنا کبھی، ابتدائی طور پر مکروہ ہے اگر منت مان لی ہے، دس رکعت کا آپ نے کہہ دیا ہے کہ میں پڑھوں گا بچہ کامیاب ہو گیا یا پاس ہو گیا اب تم پر واجب ہے کہ کہ دس رکعت پڑھو، دس رکعت نہیں پڑھتے ہو تو کفارہ ہے اور کفارہ جیسے قسم کا کفارہ ہے۔ کیا ہے قسم کا کفارہ ؟ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا یا گردن آزاد کرنا۔ اگر یہ تین نہ ہو سکیں تو تین دن کا روزہ رکھنا۔ ابتداً تین دن کا روزہ درست نہیں۔ اکثر لوگ قسم کھا لیتے ہیں اور قسم کو توڑنا چاہیں تو تین دن روزہ

رکھ لیتے ہیں بغیر پوچھے۔استطاعت بھی ہے کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں، ایسے شخص کا کفارہ ادا نہیں ہوا اور جب اسے پتہ چل جائے جو تین دن روزے بھی رکھ چکا ہو تو دس مسکینوں پر کھانا کھلانا اس پر ابھی بھی واجب ہے اس کا کفارہ ادا نہیں ہوا۔

تو یہ تھا اس طریقے سے پہلا اصل ختم ہو گیا ان شاءاللہ اگلے درس سے دوسرا اصل اصول ثلاثہ میں سے شروع کریں گے ان شاءاللہ۔"معرفة دين الإسلام بالأدلة" دین اسلام کی معرفت دلیل کے ساتھ بیان کریں گے ان شاءاللہ۔